بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

12: قطف الجنی الدانی شرح مقدِّمة رسالة ابن أبی زید القیروانی

"قطف الجنى الداني شرح مقدِّمة رسالة ابن أبي زيد القيرواني": اس پیاری کتاب کی شرح کا درس جاری ہے اور ہم پہنچے ہیں اس کتاب کے متن کی شرح کے پہلے درس پر اور یہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں امام ابن ابی زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"باب ما تنطق به الألسنة وتعتقده الأفئدة من واجب أمور الديانات"

باب باندھا ہے اور اس باب میں فرماتے ہیں:

"باب ما تنطق به الألسنة" (جو زبانیں نطق یعنی بولتی ہیں (جو زبانیں بولتی ہیں))"وتعتقده الأفئدة" (اور دل میں عقیدے رکھتے ہیں) "من واجب أمور الديانات" (دین کے واجب اُمور کے تعلق سے)۔

"من ذلك": ان میں سے:

- "الإيمانُ بالقلب" (دل سے ایمان)۔
- "والنُّطقُ باللِّسان" (اور زبان سے اس کا اظہار کرنا بیان کرنا)۔
- "أنَّ الله إلَهٌ واحدٌ لا إله غيرُه" (کہ بے شک اللہ تعالیٰ ایک اِلہ ہے اُس کے سوا کوئی اِلہ نہیں ہے)۔
- "ولا شبيهَ له" (اُس کی کوئی شبیہ نہیں)۔
- "ولا نَظيرَ له" (اُس کا کوئی نظیر نہیں)۔
- "ولا وَلَدَ له" (اُس کی کوئی اولاد نہیں)۔
- "ولا وَالِدَ له" (اُس کا کوئی والد نہیں)۔
- "ولا صاحبة له" (اُس کی کوئی بیوی نہیں)۔
- "ولا شريكَ له" (اُس کا کوئی شریک نہیں)۔

شیخ عبدالمحسن حفظہ اللہ شرح میں فرماتے ہیں: ابن ابی زید القیروانی رحمہ اللہ نے یہ باب باندھا ہے اپنے اس رسالے کے مقدمے میں جو فقہ کی کتاب ہے کیونکہ انہوں نے الگ سے عقیدے کی تصنیف نہیں لکھی، بلکہ اس باب کے تحت اس باب میں شامل کر دیا اپنے اس رسالے کے مقدمے میں تو یہ مکمل رسالہ جو کتاب ہے یہ فقہ میں ہو گئی اور دونوں جو فقہیں ہیں دونوں کو شامل کر دیا ہے:

- "الفقه الأكبر": جس کا تعلق عقیدے سے ہے جس میں اجتہاد کا کوئی راستہ نہیں۔

• اور "فقه الفروع": جو عام فقہ سمجھی جاتی ہے جس میں اجتہاد کی گنجائش باقی رہتی ہے۔

اور یہاں پر جو انہوں نے بیان کیا ہے "قول اللِّسان واعتقاد القلب" دل سے عقیدہ اور زبان اکا ظہار جو ہے اس عقیدے کی ابتداء میں کیونکہ جو اُمور عقیدے کے ہوتے ہیں اُن کا تعلق دل سے ہوتا ہے اور جو دل میں ہوتا ہے وہ زبان پر ہونا چاہیے۔

دو چیزیں لازم ہیں:

• آپ کا جو عقیدہ ہے۔ اور "عقیدۃ" یہ لفظ عُقدۃ سے لیا گیا ہے کسے کہتے ہیں؟ گرہ کو کہتے ہیں۔ کس چیز کی گرہ؟ عقیدے کے مسائل یہ وہ علمی مسائل ہیں (یعنی عملی نہیں ہیں، عملی سے مراد نماز حج روزہ زکوۃ یہ سارے عملی مسائل ہیں) جو ایک شخص اپنے دل میں اپنی دنیا اور آخرت کو بہتر کرنے کے لیے حاصل کرلیتا ہے اور اس پر گرہ ڈال دیتا ہے تاکہ مضبوط ہو جائے اب یہ عقیدہ صحیح بھی ہو سکتا ہے غلط بھی ہو سکتا ہے۔

اب جو اہل باطل ہیں جو اہل بدعت ہیں اُن کے بھی عقائد ہیں تو اُن کے عقائد کیا ہیں؟ ہم کہتے ہیں باطل عقیدہ ہے یہ غلط عقیدہ ہے یعنی اُن کے دل میں بھی کچھ ایسے علمی مسائل ہیں جن پر وہ گرہ ڈال چکے ہیں مضبوط کر چکے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری دنیا اور آخرت ان ہی مسائل سے سنور جائے گی اور ہم کامیاب ہو جائیں گے۔

تو صحیح عقیدہ وہ عقیدہ ہے جو سلف کا عقیدہ تھا جو صحابہ کا عقیدہ تھا تابعین اور اتباع التابعین بہترین تین زمانوں کے لوگوں کا عقیدہ تھا۔

• دل میں جو علمی مسائل ہوتے ہیں جن پر آپ گرہ ڈال دیتے ہیں اپنی کامیابی کے لیے اُس کا اظہار زبان پر بھی ہوتا ہے یہ لازمی ہے کیونکہ آپ دل کے راز لوگوں سے چھپا سکتے ہیں لیکن جب آپ بولتے ہیں تو دل کے راز آپ کی زبان پر آجاتے ہیں۔

تو کوئی اپنا عقیدہ چھپا نہیں سکتا لیکن جتنے بھی لوگ آئے جہمیہ ہیں معتزلہ، اشاعرہ، قدریہ، یہ سارے جو ہیں انہوں نے اپنے عقیدے کو بیان کیا ہے اپنی زبان سے پھر ہمیں پتہ چلا ہے کیونکہ آپ کے دل میں کیا عقیدہ ہے مجھے کیا پتہ ہے آپ بولو گے تو مجھے پتہ چلے گا نا؟! اس لیے فرماتے ہیں کہ پہلے تو عقیدے کا تعلق دل سے ہے مطلوب ہے کہ دل میں عقیدہ ہونا چاہیے اور پھر زبان پر بھی اس کا اظہار ہونا چاہیے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ عبد المحسن حفظہ اللہ فرماتے ہیں): اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ عمل کا ذکر نہیں کیا ہے اور مرجئۃ الفقہاء سے مشابہت ہے کیونکہ اس مقدمے میں انہوں نے واضح بیان کیا ہے (جیسا کہ آگے آئے گا یعنی) کہ ایمان دل سے ہوتا ہے زبان سے ہوتا ہے اور عمل سے بھی ہوتا ہے۔

شیخ عبد المحسن حفظہ اللہ امام ابن ابی زید القیروانی کے اس جملے کی وضاحت کرتے ہوئے فرما رہے ہیں تاکہ کسی کو یہ شک وشبہ نہ ہو کہ مرجئۃ الفقہاء کا جیسے عقیدہ تھا ایمان کے تعلق سے ان کا عقیدہ ویسا ہے۔ اب مرجئۃ الفقہاء کون ہیں اور اُن کا کیا عقیدہ تھا آگے آئے گی اس کی تفصیل یہاں پر صرف ایک جملہ میں بتا دیتا ہوں کہ ارجاء کا مطلب ہے کہ آپ ایمان سے عمل کو پیچھے کر دیتے ہیں خارج کر دیتے ہیں یعنی عمل کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

آپ کی نماز، روزہ، حج، زکوۃ، صدقات، خیرات، والدین سے حسن سلوکی، صلہ رحمی سب اعمال ہیں ان اعمال کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ ہوتا ہے ارجاء اور جہم بن صفوان سب سے پہلے یہ بدعقیدگی لے کر آیا تھا۔

اور پھر جو مرجئۃ ہیں ان کی مختلف قسمیں ہیں ان میں سے غالی بھی ہیں جیسے جہمی تھے اور ان میں سے کچھ عام مرجئۃ ہیں جو کہتے ہیں کہ عمل کا تعلق ایمان سے نہیں ہے ،ان میں سے ایک گروہ ہے مرجئۃ الفقہاء، جو مرجئۃ الفقہاء ہیں ان لوگوں نے کہا کہ عمل کا ایمان سے تعلق تو ہے لیکن شرط نہیں ہے۔ عمل سے ایمان کا تعلق ہے اور مرجئۃ کہتے ہیں کہ کوئی تعلق نہیں ہے، مرجئۃ الفقہاء کہتے ہیں کہ تعلق ہے لیکن شرط نہیں ہے اور اگر شرط بھی مانی جائے تو شرط الصحۃ نہیں ہے شرط الکمال ہے۔

یعنی جو عمل کرتا ہے اُس کا ایمان کامل ہے اور جو عمل نہیں کرتا اس کا ایمان کامل نہیں ہے اس اعتبار سے ،اور یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اُن کے جو استاد تھے اُن کی طرف منسوب ہے کہ اُن کا یہ عقیدہ تھا اور آج بھی کچھ ایسے لوگ ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔

اب عمل کا ایمان سے کیا تعلق ہے ؟ شرط الصحۃ شرط الکمال اس میں تفصیل ہے۔اگر شرط الصحۃ کہتے ہیں مطلب ہے کہ جو عمل نہیں کرتا کوئی بھی تو ایمان سے خارج ہو گیا جیسا کہ خوارج ہیں، خوارج کہتے ہیں کہ جو بھی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے یعنی جو شخص زکوٰۃ نہیں دیتا یا جو شخص قطع رحمی کرتا ہے کبیرہ گناہ ہو گیا اور عمل اُس نے نہیں کیا ہے جو اُس کو کرنا چاہیے تھا تو اس کبیرہ گناہ کی وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج ہے کیونکہ ایمان کیا ہے ؟ یہ شرط الصحۃ ہے شرط الکمال نہیں ہے۔اب بعض ایسے اعمال ہیں جو شرط الکمال ہیں اور بعض ایسے اعمال ہیں جو شرط الصحۃ ہیں تو ان میں تفصیل لازمی ہے اہل سنت والجماعت اس معاملے میں تفصیل سے بات کرتے ہیں۔

الغرض یہ شبہ تھا کیونکہ ایمان کے تعلق سے امام ابن ابی زید القیروانی رحمہ اللہ نے دل کا عقیدہ اور زبان کا بیان جو ہے صرف یہاں تک بات کی ہے عمل کو اس وقت یہاں پر ذکر نہیں کیا ہے تا کہ کوئی سمجھنے والا یہ نہ سمجھے کہ امام ابن ابی زید القیروانی کا عقیدہ بھی مرجئۃ الفقہاء والا ہے جب عمل کا ذکر نہیں کیا ہے تو شیخ صاحب یہاں پر یہ بیان کر رہے ہیں ،آگے ایمان کی جب بات کریں گے تو تفصیل ان شاءاللہ بیان کریں گے۔

پھر شیخ عبدالمحسن حفظہ اللہ فرماتے ہیں : ابن ابی زید رحمہ اللہ نے یہ جو بات بیان کی ہے یہ جملے جو بیان کیے ہیں ان میں اللہ تعالٰی کی الوہیت کا اثبات ہے اقرار ہے کہ اللہ تعالٰی واحد سچا معبود ہے (الوہیت کا مطلب ہے کہ اللہ تعالٰی واحد سچا معبود ہے اسے الوہیت کہتے ہیں توحید الوہیت بھی کہتے ہیں)اور اِلٰہ کا لفظ جو ہے اُس کا صحیح معنی ہے "معبود بحق"؛ابھی تفصیل آگے آئے گی ان شاءاللہ۔

تو یہ جو جملے ہیں امام صاحب کے جو ابھی بیان کیے ہیں جو ابھی میں نے پڑھے ہیں ان میں ایک تو "إثبات ألوهية الله وحده" (کہ اللہ تعالٰی واحد سچا معبود ہے)،اور سات (7) چیزوں کی نفی بھی کی ہے کون سی ہیں ؟اللہ تعالٰی کے سوا کسی اور کو اِلٰہ نہیں بنانا:"لا إلَه غيره"۔

"أنَّ اللهَ واحدٌ": یہ کیا ہے؟ الاقرار بالألوهية؛ اب ایک اقرار ہے اور باقی سات (7) کی نفی کر دی ہے:

1-سب سے پہلے کیا نفی کی ہے ؟اس الوہیت کی نفی کہ اللہ تعالٰی کے سوا کوئی بھی اِلٰہ نہیں ہے۔

2-پھر "ونفيُ الشَّبيه":اُس کے جیسا کوئی نہیں ہے کوئی شبیہ نہیں ہے (تشبیہ کی نفی کی ہے)۔

3-"ونفيُ النَّظير": نظیر کی نفی کی ہے۔

4-"ونفيُ الولد":اولاد کی نفی کی ہے یعنی اولاد نہیں ہے۔

5-"ونفيُ الوالد": والد نہیں ہے۔

6-"ونفيُ الصاحبة ":بیوی نہیں ہے۔

7-"ونفيُ الشريك":اور شریک نہیں ہے۔

توامام صاحب کا یہ کہنا:"أنَّ اللهَ واحدٌ لا إلَه غيره" یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے لیا گیا ہے:

﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ١٦٣ۧ﴾ (البقرة:163)

اور تمہارا الٰہ ایک ہی اِلٰہ ہے: ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (اُس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں ہے)

﴿الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ١٦٣ۧ﴾ (رحمٰن اور رحیم ہے وسیع رحمت والا اور خاص رحمت والا)

اور یہ مشتمل ہے اس آیت میں اور اس جملے میں جو امام صاحب کا جملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اِلٰہِ حق ہے جس کی عبادت کرنی چاہیے تفرد سے یعنی اُس کے ساتھ کسی کو شریک عبادت میں نہیں ٹھہرانا اور کسی کے لیے بھی اللہ کے سوا اس عبادت میں سے کوئی بھی حصہ نہیں ہونا چاہیے اور اسی عظیم اُمر کے لیے (یعنی اسی توحید الوہیت کے لیے) اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو بھیجا ہے اور کتابوں کو نازل کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ٢٥﴾ (الأنبياء:25)

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا﴾ (اور ہم نے نہیں بھیجا) ﴿مِنْ قَبْلِكَ﴾ (آپ سے پہلے اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!)

﴿مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ (کسی رسول میں سے (کوئی رسول نہیں بھیجا آپ سے پہلے))

﴿اِلَّا﴾: استثناء ہے: ﴿نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ﴾ (کہ ہم ان رسولوں پر وحی کرتے ہیں) ﴿اَنَّهٗ﴾ (کہ بے شک)

﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ٢٥﴾ (میرے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے پس میری عبادت کرو)

یعنی جتنے رسول بھی آئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اُن کا یہی بنیادی پیغام تھا اپنی امتوں کے لیے اور اپنی قوموں کے لیے: ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ کہ میں ہی سچا معبود ہوں میرے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ صرف میری عبادت کرو۔

اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ﴾ (النحل:36)

اور یقیناً ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا: ﴿فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا﴾۔

کیا پیغام ہے اس رسول کا؟ ﴿اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾ (کہ صرف اللہ کی عبادت کرو) ﴿وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ﴾ (اور طاغوت سے اجتناب کرو)۔ طاغوت ہر وہ چیز ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت کی گئی ہے اسے طاغوت کہتے ہیں اگر وہ اس پر راضی ہو کیونکہ انبیاء کی عبادت کی گئی ہے وہ طاغوت نہیں ہیں، اولیاء کی عبادت کی گئی ہے وہ طاغوت نہیں ہیں۔

تو شرط یہ ہے کہ جس کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے اور اُس کے لیے کوئی بھی عبادت صرف کی جائے تو اُسے لوگوں نے طاغوت بنایا ہے اگر وہ اللہ کا ولی ہے اللہ کا نیک بندہ ہے اور یا اللہ کا نبی ہے یا فرشتہ ہے تو وہ اس سے بَری ہے لوگوں نے اُس کو خود طاغوت بنایا ہے وہ طاغوت نہیں ہے لیکن اس کے سوا جو بھی ہے جیسا کہ بعض ایسے آپ نے دیکھے ہوں گے ولی جو ابھی زندہ ہیں لوگ سجدہ کرتے ہیں وہ خوش ہوتے ہیں سجدہ کرنے سے!

یا لوگ جو اولیاء کی قبروں پر جاتے ہیں مزارات پر جاتے ہیں اور نذر و نیازیں کرتے ہیں وہاں پر عبادات صرف کرتے ہیں اُن کے لیے قربانیاں دیتے ہیں طواف کرتے ہیں اب یہ شخص اگر واقعی اللہ کا ولی ہے جو قبر میں ہے اور اکثر یہی ہوتا ہے یعنی آئمہ کی قبریں دیکھیں بعض صحابہ کی قبریں ہیں لوگ وہاں پر جا کر شرک کرتے ہیں بعض ملکوں میں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ فلاں صحابی کی قبر ہے تو کیا صحابی نے یہ کہا تھا کہ تم نے شرک کرنا ہے میری قبر کا طواف کرنا ہے یا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے؟ ہرگز نہیں! تو طاغوت اُس وقت یا اس شخص کو کہتے ہیں جسے شریک اللہ کے ساتھ ٹھہرایا جائے یا جس کے لیے کوئی عبادت صرف کی جائے اور اُس پر راضی ہو۔

اور تیسری آیت میں شیخ صاحب فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۞﴾ (الذاريات:56)

(اور میں نے نہیں پیدا کیا جن اور اِنس کو اِلّا یہ کہ میری عبادت کریں)

الغرض توحید عبادت توحید الوہیت یہ ہر رسول کا پیغام ہے اپنی امت کے لیے اور یہ بنیادی پیغام ہے اسی پیغام کے لیے اللہ تعالیٰ نے جن اور اِنس کو پیدا کیا ہے اور اسی پیغام کے لیے آپ کو پتہ ہے کہ جہاد مشروع ہوا ہے۔

ہم جہاد کیوں کرتے ہیں؟ اہل ایمان جہاد کیوں کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کیوں کیا تھا؟ صحابہ اور سلف نے جہاد کیوں کیا تھا؟ تلوار کیوں اٹھائی صرف لوگوں کو قتل کرنے کے لیے یا زمین پر (نعوذ باللہ) قبضہ کرنے کے لیے؟!

آپ دیکھیں جتنے بھی یعنی صحابہ کے زمانے میں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جو دو بڑے ایمپائرز (Emperors) تھے کسریٰ اور قیصر کے وہ بھی تو کاروائیاں کرتے تھے نا وہ بھی زمینوں پر جو ہے نا قبضہ کرتے تھے ایسے ہی اتنے بڑے ایمپائرز (Empires) تو نہیں بن گئے تھے نا اُن کا مقصد کیا تھا کوئی خیر کے لیے بھلائی کے لیے کرتے تھے؟! آپ دیکھ لیں کہ ظلم اور کفریہ عقائد اور ان میں آپ اگر کسریٰ کے تعلق سے دیکھیں یعنی ان کے جو شہزادے تھے جب جاتے تھے شکار پر سردیوں کے موقع پر جب برف ہوتی تھی تو اُن کے ساتھ دو جو غلام ہوتے تھے جن کو ساتھ لے کر جاتے تھے اپنے پاؤں کو گرم کرنے کے لیے پیٹ چاک کر دیتے تھے غلاموں کا اور ایک پیر ایک پیٹ کے اندر رکھتے اور دوسرا پیر دوسرے کے پیٹ میں رکھ دیتے تھے اب وہ بیچارا زندہ انسان جو ہے جس کا پیٹ کھلا ہوا ہے اور وہ پیٹ کی گرمی سے اپنے پاؤں سیکتے تھے گرم کرتے تھے اور وہ اس طریقے سے سسک سسک کر مر جاتے تھے اور یہ جناب بیٹھے ہوتے تھے! یعنی یہ جو تم زمین پر آئے ہو قبضہ کرنے کے لیے یہ تم نے دیا کیا ہے دنیا کو آگ کی پوجا دی ہے! آگ کے پجاری تھے نا یہ لوگ تو کیا دیا ہے؟! اور پھر کون سا سسٹم ایسا اچھا تھا انسانیت کا جو آپ نے دیا ہے؟!

آپ یہی نصاریٰ کو دیکھیں یاہِرقل کو دیکھیں یا یہ جو قیصر تھااُس طرف دیکھیں عورت کا کوئی مقام نہیں تھااور ظلم اور شرک عام تھابدعات خرافات عام تھیں۔جب اسلام کانور جزیرۂ عرب سے شروع ہواآپ دیکھیں سب سے پہلے جنگ بدر سے لے کراور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یہ جتنی جنگیں ہوئیں اور پھر صحابہ نے یعنی آپ دیکھیں 14 ہجری میں یہ دونوں سب سے بڑی جو سلطنتیں تھیں سب گر گئیں ان کا وجود نہ رہا کیونکہ ایسی طاقت آئی جو توحید پر قائم تھی انصاف اور عدل پر قائم تھی اور پھر عزم بھی تھا دین بھی تھا ایمان بھی تھا تقویٰ بھی تھا اور اللہ تعالیٰ نے فتح بھی دی ہے۔

توجہاد کیوں مشروع ہوا؟اسی کلمۂ توحید کی سربلندی کے لیے:"لا معبود بحق إلّا الله، لا إله إلّا الله": یہی اصل شعار اور جھنڈا تھا جو صحابہ کے ہاتھ میں تھااور اسی نور کوانہوں نے پھیلایا ہے۔

دیکھیں ہم انڈیا پاکستان میں تھے یہاں پر شرک بدعات خرافات عروج پر تھیں یہ اسلام کا نور توحید کا نور کہاں سے آیا؟ کیسے پہنچا ہے؟ تواصل مقصد کیا ہے؟اسی مقصد کو پورا کرنے کے لیے جہاد مشروع ہوا۔

پھر جنت اور دوزخ کا اصل وجود کیوں ہے اللہ تعالیٰ نے کیوں پیدا کیا ہے جنت کو اور دوزخ کو؟اگر کلمۂ توحید نہ ہو تا توحید عبادت نہ ہوتی تو نہ ہم ہوتے نہ خلق کو اللہ تعالیٰ پیدا کرتا اور نہ ہی تمام کائنات ہوتی۔

تو یہ پانچ جو اہم اُمور ہیں اصل بنیاد ان کی جو ہے ناوہ کلمۂ توحید ہے **"لا إلہ إلا اللہ"** کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے کیا ہیں:

1-سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو کیوں مبعوث کیا ہے؟ یہی بنیادی پیغام ہے۔

2-قرآن کا بنیادی پیغام اللہ تعالیٰ کی کتابوں کا بنیادی پیغام کیا ہے؟ یہی توحید عبادت ہے۔

3-اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کو عمومی طور پر اور خصوصی طور پر جن وانس کو کیوں پیدا کیا ہے؟اسی کلمۂ توحید کے لیے توحید عبادت کے لیے۔

4-جہاد کیوں مشروع ہوا ہے؟اسی کلمۂ توحید کے لیے۔

5-جنت کو کیوں پیدا کیا ہے اور دوزخ کو کیوں پیدا کیا ہے؟یہی اصل مقصد ہے۔

تو یہ پانچ بنیادی چیزیں ہیں جو توحید عبادت کے لیے اللہ تعالیٰ نے خاص مقرر کی ہیں۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں:اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور رسولوں کو بھیجا ہے اور کتابیں نازل کی ہیں تاکہ اُنہیں حکم دے کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کسی اور کے لیے صرف نہ کریں،اور یہ توحید جو ہے توحید کی قسموں میں سے ہے اسے کہتے ہیں توحید الوہیت اور اس کا معنی ہے:"إفرادُ الله بالعبادة" اللہ تعالیٰ کو عبادت میں ایک ماننا،اور یہ توحید کی تین قسموں میں سے ایک قسم ہے اور توحید کی تین قسمیں نوٹ کر لیں:

- توحید الوہیت۔
- توحید ربوبیت۔
- اور توحید اسماء وصفات۔

اب ان تینوں کی تعریف کیا ہے معنی کیا ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ عبدالمحسن حفظہ اللہ):

1- توحید الوہیت جو ہے اسے توحید عبادت بھی کہتے ہیں، توحید الوہیت إلہ سے لفظ ہے اور إلہ کا مطلب ہے سچا معبود، إلہ کے لفظ میں عبادت کا لفظ شامل ہے تو توحید الوہیت یعنی توحید عبادت کہ اللہ تعالیٰ کو عبادت میں ایک ماننا۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ معنی ہے توحید عبادت کا توحید الوہیت کا: "توحيد الله بأفعال العباد " (اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا بندوں کے افعال سے بندوں کے فعل سے)۔

بندے کے فعل کیا ہیں؟ ہم کیا عمل کرتے ہیں؟ "كالدعاء..." : جیسا کہ دعا ہے، استغاثہ ہے، استعاذہ ہے، قربانی ہے، نذر و نیاز ہے اور تمام ان کے علاوہ جو بھی عبادات ہیں یہ ساری کی ساری بندوں پر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کر دیں اور ان عبادات میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اسے کہتے ہیں توحید عبادت۔

اب جو عبادات ہیں ان کی تین قسمیں ہیں:

- یا زبان سے ہوتی ہے
- یا جسم سے ہوتی ہے
- یا دل سے ہوتی ہے

یہ ساری کی ساری عبادات چاہے زبان کی عبادت ہو، چاہے جسم سے عبادت ہو، چاہے دل سے عبادت ہو حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے ان میں سے اگر ایک عبادت بھی اگر اللہ تعالیٰ کے لیے بھی کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کر دیا ہے تو یہ شرک فِی العبادۃ سمجھا جاتا ہے۔

اب جیسے یہاں فرمایا ہے "كالدعاء" (دعا): "الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ترمذی کی حدیث میں آیا ہے۔

"استغاثہ": شدید مشکل حالات میں کسی سے مدد طلب کرنا۔

"استعانہ": عام مدد طلب کرنا۔

"استعاذہ": پناہ طلب کرنا۔

"ذبح": یعنی قربانی کرنا۔

"نذر": نذر و نیاز کرنا، منّت ماننا۔

"وغيرها من أنواع العبادة": جیسے میں نے کہا ہے کہ زبان سے آپ ذکر کرتے ہیں: تسبیح ہے تہلیل ہے تحمید ہے:

"سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ": یہ سب کیا ہیں؟ یہ زبان کی عبادات ہیں اللہ کا ذکر ہے۔ کس کا حق ہے؟ صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے کسی اور کا نہیں ہے۔

اور دل کی عبادات "توکل ہے، خوف ہے، ڈر ہے، امید ہے" یہ ساری چیزیں کیا ہیں؟ یہ دل سے عبادات ہم کرتے ہیں یہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہیں کسی اور کا نہیں ہے۔

2-دوسری قسم کی توحید ہے توحید ربوبیت، شیخ صاحب فرماتے ہیں: "هو توحيد الله بأفعاله" (اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اللہ تعالیٰ کے اپنے افعال کے اعتبار سے)۔

اللہ تعالیٰ کے اپنے افعال جو ہیں اللہ تعالیٰ کے کون سے افعال ہیں؟ جیسا کہ:

"كالخَلق" (پیدا کرنا) "الرَّزق" (رزق دینا) "الإحياء" (زندہ کرنا) "الإماتة" (موت دینا) "والتصرُّف في الكون" (پوری کائنات میں تصرف کرنا) "وغير ذلك" (اوران کے علاوہ بھی جو اللہ تعالیٰ کے اعمال ہیں) "التي هو مختصٌّ بها" (جو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں) "لا شريك له فيها" (اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی بھی ان میں شریک نہیں ہے)۔

اب زمین اور آسمان کو پیدا کس نے کیا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نے پیدا کیا ہے؟ نہیں کیا ہے؛ کوئی نبی کوئی ولی کوئی فرشتہ یا کوئی اور مخلوق نہیں ہے۔اسی طریقے سے رزق کون دیتا ہے؟ زندگی کون دیتا ہے موت کون دیتا ہے؟ مشکل کشا کون ہے حاجت روا کون ہے؟ نفع اور نقصان کا مالک کون ہے؟ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

عجب دیکھیں کہ جن قوموں کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے جتنی بھی قومیں موجود تھیں وہ اللہ تعالیٰ کو خالق اور مالک جانتے تھے یعنی توحید ربوبیت اُن کی زندگی میں موجود تھی پہلے سے اس لیے قرآن مجید میں کئی جگہ پر دیکھتے ہیں کہ جب اُن سے سوال کیا جائے (یعنی مشرکین عرب سے) کہ زمین اور آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔

تدبیر کون کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ تدبیر کرتا ہے وہ اچھی طرح جانتے تھے۔

اس لیے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کلمۂ توحید کا معنی ہے: "لا خالق إلَّا الله": اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں ہے، کوئی مالک نہیں ہے، کوئی تدبیر کرنے والا نہیں ہے؛ تو بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے جیسا کہ آج اشاعرہ ماتریدیہ معتزلہ سب یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ لا إلہ إلا اللہ کا معنی ہے "لا خالق إلَّا الله" (اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں ہے)، یہ معنی تو ابو جہل بھی جانتا تھا ابو لہب بھی جانتا تھا کب انکار کیا اُن لوگوں نے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق یا مالک یا رازق ہے؟!

تو پھر اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے کیوں؟ یعنی اپنے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اُس قوم کے لیے وہی پیغام دے کر بھیجا جو وہ پہلے سے جانتے تھے اور اسی پیغام کو برقرار رکھنے کے لیے دشمنیاں ہوئی ہیں لوگوں کی جانیں گئی ہیں! ظلم وستم کیا گیا ہے جنگ ہوئی ہے جہاد ہوا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلوار اٹھائی ہے اللہ کے حکم سے اور اُن کو قتل بھی کیا ہے صرف اسی پیغام کے لیے جو پہلے سے موجود تھا کیا ممکن ہے یہ؟! یقیناً پیغام کچھ اور ہے اور وہ نہیں ہے جو وہ سمجھتے تھے۔توحید ربوبیت کے لیے اللہ تعالیٰ نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مسلمات میں سے ہے یہ تو وہاں پہلے سے موجود ہے اور کلمۂ توحید کا معنی ہے ہی نہیں یہ۔

دیکھیں سب سے پہلے شرک کب شروع ہوا؟ نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں۔یعنی آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر نوح علیہ الصلاۃ والسلام تک دَس صدیاں ہیں، کوئی شرک نہیں تھا، دس صدیاں (ایک سو سال ایک صدی ہے) دس سو سال میں دیکھیں آپ کوئی شرک نہیں تھا آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر نوح علیہ الصلاۃ والسلام تک، قتل ہوا بدعات تھیں شہوتیں تھیں، زناکاری تھی بدکاری تھی، ڈکیتی تھی

چوری تھی یہ سب موجود تھا، شرک نہیں تھااور شرک نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی قوم میں شروع ہوا جب شرک شروع ہوا تب اللہ تعالیٰ نے پہلے رسول کو بھیجا۔ یہ جو لوگ موجود تھے اللہ کے وجود کے قائل تھے کہ نہیں؟ اللہ موجود ہے مانتے تھے۔

اللہ تعالیٰ واحد سچا ربّ ہے اُسی نے پیدا کیا ہے اللہ کے سوا کوئی ہمارا خالق مالک نہیں ہے جانتے تھے کہ نہیں؟ جانتے تھے۔

کیونکہ یہ جو پانچ نام آتے ہیں نا جہاں سے شرک کی ابتداء ہوئی "یغوث، یعوق، نسر..." یہ سارے پانچ جو ہیں یہ کون تھے؟ سیدنا عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں صحیح بخاری کتاب التفسیر میں سورۃ نوح آیت نمبر 21 کی تفسیر میں کہ یہ پانچ جو تھے نا یہ اللہ تعالیٰ کے نیک بزرگ تھے یعنی مومن تھے اللہ کے ولی تھے متقی تھے صالحین میں سے تھے اور ایسی برکت تھی ان میں کہ جب دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ دعا قبول کرلیتا تھا، اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ یہ لوگ ایک ہی وقت میں پانچوں کے پانچوں آہستہ آہستہ کرکے مرگئے تو شیطان نے یہ وسوسہ کیا کہ یہ اللہ کے نیک بزرگ ہیں یہ مرگئے ہیں ان کا نام مٹ جائے گا ان کی یادیں تو تازہ رکھونا اور کچھ نہیں کرنا ہے۔ کرنا کیا ہے؟ ان کی قبروں کی طرف جا کر اللہ کو پکار و صرف۔

تو قبروں کی طرف کیوں جانا ہے پھر گھروں میں ہی اللہ کو پکار لو؛ وہ کہتا ہے نہیں! ان کی قبریں جیسے وقت کے ساتھ ساتھ لوگ آپ کی نظر سے دور ہوجاتے ہیں تو آہستہ آہستہ اُن کی یادیں بھی ختم ہوجاتی ہیں اس لیے ایمان کو تازہ کرنے کے لیے اور ربّ سے تعلق جوڑنے کے لیے ان کو یاد کریں گے جو اللہ کے نیک بزرگ ہیں تو آپ کو اُن کی قبروں کی طرف جانا پڑے گا (وسوسہ شیطان کا الوسواس الخناس ہے نا!) تو لوگوں نے کیا کیا؟ پکارتے اللہ تعالیٰ کو تھے شرک نہیں تھا ابھی لیکن قبروں کی طرف جاتے تھے۔

پھر آہستہ آہستہ ایک اور وسوسہ آیا کہ یہ قبریں تو مٹ جائیں گی وقت کے ساتھ ساتھ اور آگے تمہاری اور پشت نے آنا ہے جنریشن (Generation) نے آنا ہے اگر آپ برقرار رکھنا چاہتے ہو اس خیر کو تو پتھر نصب کردو قبروں پر۔ (دیکھیں مزارات نہیں تھے، یہ جیسے آج مزارات نظر آتے ہیں پوری تعمیر اور پورا جیسے کہتے ہیں کہ بڑے محل بنے ہوئے ہیں یہ چیزیں نہیں تھیں عام قبروں جیسی قبریں ہوتی تھیں اور عام قبریں کچھ عرصے میں مٹ بھی جاتی ہیں ختم بھی ہوجاتی ہیں یا مکس ہوجاتی ہیں اور قبروں کے ساتھ جب لوگ زیادہ آنا شروع ہوجاتے ہیں؛ تو پتھر نصب کردو)۔ پتھر نصب کردیئے گئے وہاں پر اور اُن کو پتہ تھا کہ یہ پتھر جو ہے یہ قبر فلاں کی ہے یہ فلاں کی وہ فلاں کی ہے وہ فلاں کی ہے، پھر کچھ عرصے کے بعد کچھ اور مسئلہ سامنے آیا کہ کب تک قبرستان جاتے رہو گے یہ پتھر اٹھاؤ اور جہاں پر عبادت کرتے ہیں اُس عبادت گاہ میں رکھ دو پتھر کو۔ بُت نہیں تھا یہ پتھر اٹھایا اور جا کر عبادت گاہ کے اندر رکھ دیا اور کس کو پکارتے ہیں؟ اللہ کو پکارنا ہے اس پتھر کو نہیں پکارنا۔

یہ پتھر کس لیے ہے؟ ایک سمبل (Symbol) ہے تمہاری یاددہانی کے لیے کہ وہ جو اللہ کے نیک بزرگ تھے ہمیشہ تمہیں یاد آتے رہیں گے اور پتھر کو دیکھو گے تو وہ بزرگ نظر آجائے گا اور اپنی عبادت میں مزید آپ جو ہے نا لگاؤ رکھیں گے اور ایمان بھی آپ کا مضبوط ہوگا۔

پھر آہستہ آہستہ ان بُتوں کو تراشا گیا پھر ان کی عبادت کی گئی۔

جو سب سے اہم بات ہے یاد رکھیں کہ بدعت القبور سے بات شروع ہوئی اور ہمیشہ یہ یاد رکھیں شرک یہاں سے شروع ہوتا ہے کہ قبروں کی بدعت سے بات شروع ہوئی انتہا کہاں پر ہوئی؟ شرک اکبر تک! جو سب سے پیارا جملہ ہے نا اب اس میں سیدنا عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں:

"جب علم جاتا رہا ان کو پوجا گیا ان کی عبادت کی گئی"

یعنی جب تک علم موجود ہے تو آپ پر اٹیکشن (Protection) میں ہیں الحمد للہ جیسے جیسے علم جاتا رہا نا شیطان نے پھر اپنا مکمل قبضہ کر لیا۔ شیطان اُن پر قابض کیوں نہ ہو سکا جو اُن کے باپ دادا تھے جو اُن بزرگوں کے وقت کے لوگ تھے؟ کیونکہ ابھی ایمان تھا علم تھا جانتے تھے کہ شرک ہوتا ہے نہیں کرتے تھے لیکن اتنا بہکاوے میں آ گئے تھے جیسے جیسے زمانہ دور ہوتا جاتا ہے نا اور لوگ علم سے دور ہوتے جاتے ہیں اگر علم کی تھوڑی سی جھلک بھی باقی ہو نا تب بھی خیر ہے، اُن کی جو اگلی پشت آئی نا اگلی جنریشن (Generation) جو آئی شیطان نے سیدھا کہہ دیا کہ جو یہاں پر رکھے ہوئے ہیں نا یہ بُت جو ہیں یہ اللہ کے نیک اور صالح ہیں ان کی عبادت کرو۔ پھر شرک وجود میں آیا لیکن ہوا کب؟ جب علم جاتا رہا جب توحید کا علم نہیں باقی رہا، توحید الوہیت کیا ہوتی ہے توحید ربوبیت کیا ہوتی ہے جب یہ علم باقی نہیں رہا اللہ تعالیٰ پر ایمان کا حق ادا نہیں ہوا۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان کی جب ہم بات کرتے ہیں تو جو ارکان ایمان کا سب سے پہلا رکن ہے جب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر میرا ایمان ہے مجھے پتہ اس کا مطلب کیا ہے؟ جب تک پتہ ہے تو یہ نور موجود ہے واللہ! جب پتہ مٹ جائے گا نا کہ پتہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ پر ایمان کا کیا مطلب ہے یہ لفظ مجھ سے کیا تقاضہ کرتا ہے اور زمانہ دور کر دے گا مجھے اور علم ختم ہو جائے گا تو یقیناً شرک واقع ہو گا اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں ہو سکتا، اور یہی ہوا ہے (سبحان اللہ)۔

اس لیے سب سے پہلے رسول نوح علیہ الصلاۃ والسلام کا بنیادی پیغام کیا ہے؟ اور ساڑھے نو سو سال (950 سال) لگا دیئے ایک ہی پیغام پر اور پوری قوم میں اُسے تقریباً گنتی کی تعداد تھی اسّی لوگوں سے زیادہ نہیں تھے اور باقی سارے کے سارے ہلاک ہوئے غرق ہوئے، پھر زمانہ واپس ہوا اسّی لوگ تھے باقی تباہ ہو گئے تھے توحید تھی اور سنت بھی موجود تھی۔ پھر آہستہ آہستہ زمانہ دور ہوتا گیا۔ جب علم سے زمانہ دور ہو گیا پھر اگلی قوم آئی اُس نے شرک کیا تباہ ہوئے، اگلی قوم آئی شرک کیا پھر تباہ ہوئے، پھر قوم آئی پھر شرک کیا پھر تباہ ہوئے۔

جب شرک نہیں ہے تو رسول نہیں ہے جب شرک جنم لیتا ہے تو رسول پھر واپس فوراً اللہ تعالیٰ بھیج دیتا ہے اسی کلمۂ توحید کی تجدید کے لیے مطلب کیا ہے وہ یہ تو مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خالق اور رازق ہے؟ اس کے لیے نہیں، وہ جو ختم ہو گیا علم اُس کو واپس لوٹانے کے لیے تجدید کے لیے کہ کلمۂ توحید کا معنی ہے "لا معبود بحق إلّا الله" (اللہ کے سوا کوئی بھی سچا معبود نہیں ہے) اسی کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے پھر رسول اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اب دیکھیں:

- پھر قومِ عاد ہے، ہود علیہ الصلاۃ والسلام کی قومِ عاد ہے
- اور پھر قومِ ثمود ہے صالح علیہ الصلاۃ والسلام
- پھر اسی طریقے سے شعیب علیہ الصلاۃ والسلام

یہ تسلسل جاری رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے جزیرۂ عرب میں اب جو غلطی اُن لوگوں نے کی ہے وہی غلطی قریش نے بھی کی ہے مشرکین عرب نے بھی کی ہے عجب دیکھا ہے؟!

اس لیے بار بار یہ قصے کیوں آتے ہیں؟ یہ قصے سب جانتے ہیں ابو جہل بھی جانتا ہے کہ ایک قوم موجود تھی پہلے عاد اور نبی ہود علیہ الصلاۃ والسلام بھیجے گئے اور ہود علیہ الصلاۃ والسلام کا پیغام کیا تھا یہ سب جانتا تھا وہ ہلاک کیسے ہوئے عجب بات دیکھیں ہٹ دھرمی دیکھیں کہ سبحان اللہ جو پیغام

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا ناوہی پیغام اُن کا بھی تھا لیکن اُن لوگوں نے توحید ربوبیت پر تو ایمان باقی رکھا جیسا کہ اُن قوموں کا ایمان تھا لیکن توحید الوہیت کے بارے میں کہتے تھے:

﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝﴾ (ص:5)

ہم کیسے مانیں؟! تمام معبودات کو چھوڑ دیں ہم ؟! لات ہے ہبل ہے اور یہ سارے جتنے معبودات ہیں ہمارے اُن کو چھوڑ دیں اور ایک اِلہ کی عبادت کریں اے محمد! تُو بڑی عجیب بات کرتا ہے! (نعوذ باللہ)۔

3- تیسری قسم کی توحید شیخ صاحب فرماتے ہیں "توحید اسماء وصفات" اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ثابت کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کی ہے اسماء اور صفات میں سے ایسے اعتبار سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اللہ تعالیٰ کے کمال اور جلال کے تعلق سے اور اعتبار سے:

(۱) بغیر تمثیل کے یعنی بغیر تشبیہ اور مثلیت کرنے کے۔

(۲) بغیر تکییف یعنی بغیر کیفیت اور کیسے کا سوال کرنے سے۔

(۳) بغیر تحریف کے۔

(۴) اور بغیر تعطیل یعنی بغیر انکار کے۔ یہ چار شرطیں ہیں۔

اس طریقے سے یہ توحید کی تین قسمیں بیان ہوئی ہیں، توحید اسماء وصفات کے تعلق سے ایک جملے میں بات بیان کر دوں کہ یہ جو جھگڑا ہوا ہے اہل قبلہ کا تو ہمارے جھگڑے جو ہیں وہ اہل قبلہ کے ساتھ الگ ہیں اور اہل شرک اور کفر کے ساتھ الگ ہیں کیونکہ جب آپ حق پر ہوتے ہیں نا باطل کے مختلف گروہ ہوتے ہیں اور مختلف انداز ہوتے ہیں مختلف فرقے ہوتے ہیں تو حق کیونکہ ایک ہی ہوتا ہے اور جو بھی حق کی مخالفت میں یا حق کے خلاف کوئی چیز ہوتی ہے تو اُن سب کا جو ردّ ہے وہ اہل حق کے ساتھ ہوتا ہے۔

شرک اور بدعات کرنے والے، قبر کا طواف کرنے والے یا ان سے پہلے جو قبر پرستی کرتے تھے یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت میں شرک کرتے تھے تو اُن کا ردّ جو ہے وہ توحید عبادت کے اُمور سے اور مختلف عبادت میں جو شرک ہے اُس پر ردّ کیا گیا ہے۔ جو اہل قبلہ ہیں یعنی جو ایک قبلے کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں انہیں کہتے ہیں اہل قبلہ مسلمان کیوں نہیں کہتے پھر؟ مسلمان اور اہل قبلہ میں کوئی فرق ہے کہ نہیں ہے؟

کیونکہ اہل قبلہ میں بعض ایسے گروہ ہیں دائرۂ اسلام سے خارج ہو گئے اس لیے مسلمان سب کو کہنا درست نہیں ہے جیسا کہ جہمیہ ہیں (جہمی جو ہے فرقہ) وہ نماز پڑھتے ہیں کہ نہیں؟ رُخ کس طرف کرتے ہیں؟ مکہ کی طرف کرتے ہیں کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں نا۔

تو انہیں اہل قبلہ کہتے ہیں جن کا قبلہ ایک ہے اس میں مسلمان بھی شامل ہیں جو اپنے اسلام پر باقی ہیں اور وہ بھی شامل ہیں جو دائرۂ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔

اب اسماء وصفات کے باب میں اہل قبلہ کا سب سے زیادہ جھگڑا ہوا ہے اور پھر گروہ وجود میں آئے ہیں:

- جن لوگوں نے یا تو مکمل انکار کیا ہے اسماء وصفات کا جیسے جہمیہ ہیں۔

- جس نے جزوی طور پر انکار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کو تو مان لیا ہے اللہ تعالیٰ کے ناموں کو جو پیارے نام ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا انکار کیا ہے جیسے معتزلہ ہیں۔
- پھر کلابیہ آئے اور اشاعرہ، ماتریدیہ جو ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ناموں کو تو مان لیا لیکن صفات کا جزوی طور پر انکار کیا ہے۔

تو یہ جو اسماء وصفات کے باب میں جھگڑے چلے ہیں وجہ کیا ہے؟ توحید اسماء وصفات میں ان سے غلطی ہوئی ہے۔

تو تین قسمیں ہیں توحید کی اچھی طرح جان لیں:

- توحید ربوبیت۔
- توحید الوہیت۔
- توحید اسماء وصفات۔

اللہ تعالیٰ نے ان رسولوں کو کیوں مبعوث فرمایا ہے؟ کتابیں نازل کیوں کی ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیوں پیدا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جہاد کو کیوں مشروع کیا ہے؟ جنت اور دوزخ کو کیوں پیدا کیا ہے؟ کس توحید کے لیے؟ توحید الوہیت توحید عبادت کے لیے۔

یہ جو تین قسم کی توحید ہے کوئی سوال کرے کہ کہاں سے آئی ہیں بھئی؟! کہاں قرآن میں توحید کی تین قسمیں ہیں؟! کہاں ہے کسی حدیث میں دکھادیں کہ توحید کی تین قسمیں ہیں؟! تم لوگ توحید کی تین قسمیں بیان تو کرتے ہو لیکن دلیل بیان نہیں کرتے ہو دلیل کہاں ہے؟!

شیخ صاحب اس کے جواب میں فرماتے ہیں: یہ جو تقسیم ہے توحید کی یہ استقراء سے معلوم ہوئی ہیں۔

کس چیز کی استقراء؟ "نصوص الكتاب والسُّنَّة"۔

جو دلائل ہیں قرآن اور سنت کے وہ دو طریقے سے بیان کیے جاتے ہیں:

1- ایک ہے واضح نصِ صریح: ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ (البقرة:43)

﴿اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾: میں فعل اُمر ہے کہ تم سب اللہ تعالیٰ کی نماز قائم کرو۔

﴿وَاَقِيْمُوا﴾: یعنی اُنتم: ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾: اور فعل اُمر وجوب کے لیے ہوتا ہے یعنی نماز کی اقامت تم پر فرض ہے۔

اب میں کہتا ہوں کہ نماز فرض ہے فجر کی نماز فرض ہے یا پانچ نمازیں فرض ہیں کوئی کہتا ہے کہ آپ کی دلیل کیا ہے تو میں کیا کہتا ہوں؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾: یہ واضح نصِ صریح ہے کہ فرض جو نمازیں ہیں وہ فرض ہیں۔

زکوٰۃ فرض ہے: ﴿وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾: اسی طریقے سے: ﴿اٰتُوا﴾: تم دو زکوٰۃ یعنی یہ بھی فعل اُمر ہے اور فعل اُمر "يقتضي الوجوب" واجب ہے۔

2- دوسرا طریقہ استقراء سے پتہ چلتا ہے یعنی آپ نصوص مختلف جمع کرتے ہیں اور ان نصوص کا نچوڑ جو ہے جو دلائل ہیں اس میں سے ایک آپ پیغام نکال لیتے ہیں اسے کہتے ہیں استقراء۔ اب یہ جو ہم کہتے ہیں کہ توحید کی تین قسمیں ہیں کسی واضح ایک نص میں تو آپ کو نہیں ملے گا کہ "

توحید کی تین قسمیں ہیں: "التوحید ثلاثة اقسام"؛ایسے کہیں نہیں ملے گا آپ کو نہ کسی آیت میں یہ لفظ موجود ہے نہ جملہ ایسا ہے اور نہ کسی حدیث میں جملہ ہے تو پھر کہاں سے آیا ہے؟ دوسرا طریقہ جو ہے استقراء کا۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: استقراء کے لیے قرآن مجید کی ابتداء سے آپ دیکھیں پہلی سورۃ سے لے کر آخر سورۃ تک ان تمام میں توحید کی تینوں قسمیں موجود ہیں۔ سب سے پہلی سورۃ کون سی ہے؟ الفاتحہ۔ سب سے آخری سورۃ کون سی ہے؟ الناس۔

اب دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلی سورۃ میں توحید کی تینوں اقسام بیان کی ہیں اور سب سے آخری سورۃ میں بھی توحید کی تینوں اقسام بیان کی ہیں:

سورۃ الفاتحہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں پہلی آیت میں: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (الفاتحة:1)

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾: اس میں توحید الوہیت ہے کیونکہ حمد کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے "اللہ تعالیٰ کی حمد"؛ حمد عبادت ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے حمد کرنا توحید عبادت ہے۔ ﴿رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اثبات کہ عالمین کا ربّ صرف اللہ تعالیٰ ہے اور جو عالمین ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا تمام مخلوقات عالمین ہیں کیونکہ وجود میں یا خالق ہے یا مخلوق ہے اور خالق تو اللہ تعالیٰ ہے اس لیے جو اللہ کے ماسوائے ہیں سارے کے سارے مخلوقات ہیں اور ان کو عالمین کہا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے الربّ نام ہے۔

تو ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ میں توحید عبادت ہے، توحید ربوبیت ہے، اور توحید اسماء کہ اللہ تعالیٰ ربّ ہے اور صفت ربوبیت بھی اس میں شامل ہے تو ایک ہی آیت میں تینوں قسمیں آگئی ہیں اگر یوں آپ دیکھنا چاہتے ہیں۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ میں صرف ایک آیت میں تینوں قسمیں موجود ہیں:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾: حمد عبادت ہے، اللہ کے لیے صرف کرنا توحید عبادت ہے۔

﴿رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾: ربّ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ الربّ اللہ کا نام ہے اور ربوبیت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جس میں خلق پیدا کرنا، ملک، تدبیر، یہ سب چیزیں اس لفظ میں موجود ہیں؛ ﴿الْعٰلَمِيْنَ﴾: مخلوقات ہیں۔

تو توحید ربوبیت بھی اس میں شامل ہے، الوہیت بھی شامل ہے اور اسماء وصفات بھی شامل ہیں آگے تفصیل دیکھیں آپ شیخ صاحب فرماتے ہیں:

﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝﴾ (الفاتحة:2): توحید اسماء وصفات ہیں کیونکہ الرحمٰن الرحیم اللہ تعالیٰ کے دو پیارے نام ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی صفت الرحمۃ موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کے سارے کے سارے نام مشتقۃ ہیں مشتقۃ سے مراد یہ ہے کہ جامد نہیں ہیں (یعنی یہ نہیں کہ بغیر معنی کے ہیں) معنی ان میں موجود ہوتا ہے اور اسی معنی کے اعتبار سے لفظ بنا ہے۔ یعنی کوئی ایسا لفظ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں جو کسی اور لفظ سے نہ بنا ہو تو اصل لفظ جو ہے اب اللہ کا نام جو ہے "اللہ" یہ لفظ کہاں سے آیا ہے؟ إلٰہ سے: "إلٰہ" (معبود بر حق)۔ جب ہم کہتے ہیں "اللہ" صرف ایک اس اللہ کے نام میں بھی معبود بر حق شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام جو ہے "اللہ" کس سے لیا گیا ہے یہ لفظ؟ إلٰہ سے۔

"الإله الحق": زیادہ کرتے کرتے "الإله المألوه"، المألوہ سے اللہ تعالیٰ یعنی سچا واحد معبود۔

پھر فرماتے ہیں:

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ③﴾ (الفاتحة:3) :توحید ربوبیت کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیااور آخرت کا مالک ہےاور یوم الدّین کا خصوصی طور پر یہاں پر ذکر کیاہے کہ اللہ تعالیٰ یوم الدّین کا مالک ہے کیونکہ اُس دن تمام مخلوقات کا کچھ نہیں چلے گا صرف اللہ تعالیٰ کا حکم ہو گا دنیا کے بر خلاف کیونکہ دنیا میں کچھ ایسے لوگ تھے جنہوں نے اپنے آپ کو ربّ کہا تکبر اور گھمنڈ کی وجہ سے جیسا کہ فرعون نے کیا کہا؟

﴿اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ㉔﴾ (النازعات:24) ؛توآخرت میں کچھ کہہ پائے گا کوئی کہہ سکتاہے کوئی دعویٰ بھی کر سکتاہے؟ناممکن ہے!

تواس لیے خصوصی طور پر فرمایا: ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ③﴾: کہ یوم الدّین کااللہ تعالیٰ مالک ہے اُس کے سوا کوئی مالک ہو نہیں سکتا۔

دنیا میں کئی لوگ ہیں بادشاہ ہیں، مالک ہیں کسی خاص جگہ کے کسی خاص اعتبار سے تو اُس دن کوئی کسی چیز کا مالک نہیں ہو گااللہ تعالیٰ کے سوا۔

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ④﴾ (الفاتحة:4) : اس میں توحید الوہیت کا ثبوت ہے اور مفعول کو تقدیم کرنا اصل ہے "نعبدُك ونستعينك" یہ لفظ ہے، جب مفعول کو "نعبدُك" کوآپ کہہ دیں: ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ تو جو مفعول تھاآپ پہلے لے کر آئے ہیں: ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ ۔﴿وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ④﴾ : عربی زبان میں جب آپ مفعول کو آگے لے کر آتے ہیں یا جو پیچھے ہونا چاہیے اُس کو آپ آگے لے کر آتے ہیں اس کا مطلب ہے حصر کے لیے "صرف اور صرف" ہم اس کا اردو میں ترجمہ کرتے ہیں یعنی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کریں گے اور مدد بھی صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگتے رہیں گے، تو یہ توحید عبادت ہے۔

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ⑤ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّاۗلِّيْنَ ⑦﴾ (الفاتحة:5-7)

: شیخ صاحب فرماتے ہیں: اس میں توحید الوہیت ہے کیونکہ ہدایت کی دعا طلب کرنااللہ تعالیٰ سے دعا عبادت ہے کہ نہیں؟

جب ہم کہتے ہیں: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ⑤﴾: توآپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت یافتہ کر دے۔

اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایاہے: ''الدُّعَاءُ هُوَ العِبَادَةَ''(دعاہی عبادت ہے)۔

بندہ اپنے ربّ سے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے صراط مستقیم پر قائم رکھے جو راستہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے اپنایاہے اور صدیقین نے شہداء نے صالحین نے یہ تمام اہل توحید ہیں، اور مغضوب علیھم اور ضالین کے راستے سے اجتناب کرنے کا سوال بھی ہے اس میں یعنی انسان دعا کرتا ہے کہ جن کی زندگی میں توحید تھی ہی نہیں بلکہ اُن کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو عبادت میں شریک کرنا یہ اُن کی زندگی میں شامل تھا۔

یہ پہلی سورۃ سورۃ الفاتحہ میں دیکھیں کہ تین قسم کی توحید کس طریقے سے پیارے انداز میں بیان ہوئی ہے، اب آخری سورۃ سورۃ الناس میں شیخ صاحب فرماتے ہیں: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ①﴾ (النّاس:1) :اس میں تینوں توحید کی قسمیں موجود ہیں:

- استعاذہ عبادت ہے، صرف اللہ تعالیٰ کے لیے استعاذہ کرنا توحید عبادت ہے۔
- ﴿بِرَبِّ النَّاسِ﴾: اللہ تعالیٰ ربّ ہے صفت ربوبیت بھی ہے۔

• اسم الربّ بھی آگیاہے۔ اور تینوں قسموں کی توحید اس ایک آیت میں شامل ہوئی ہیں۔

اب دیکھیں: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ①﴾: یہ سب سے آخری سورۃ کی پہلی آیت اور سب سے پہلی سورۃ کی پہلی آیت:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ①﴾: ایک ہی پیغام ہے کہ نہیں؟ انداز مختلف ہے دیکھیں:

• ﴿اَلْحَمْدُ﴾: عبادت ہے وہاں اور یہاں استعاذہ عبادت ہے کہ پناہ طلب کرنا: ﴿اَعُوْذُ﴾۔

• ﴿رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾: یہاں پر ﴿بِرَبِّ النَّاسِ ①﴾۔ کتنا خوبصورت انداز ہے دیکھیں سبحان اللہ!

و﴿بِرَبِّ النَّاسِ ①﴾: میں شیخ صاحب فرماتے ہیں:

توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات شامل ہیں جیسا کہ سورۃ الفاتحہ کی پہلی آیت ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ①﴾ میں۔

اور﴿مَلِكِ النَّاسِ ②﴾ (النّاس:2): "إثباتُ الربوبيّة والأسماء والصفات"؛

جیسا کہ: ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ③﴾ اور یہاں پر ﴿مَلِكِ النَّاسِ ②﴾؛ سبحان اللہ۔

﴿اِلٰهِ النَّاسِ ③﴾ (النّاس:3): اس میں الوہیت اور اسماء وصفات شامل ہیں۔

اور جو تینوں اقسام کی نسبت ہے آپس میں یہ بڑی اہم بات ہے علمی بات کہنے جارہا ہوں میں ذرا توجہ سے کہ یہ جو تین قسم کی اقسام ہیں آپس میں تعلق کیا ہے ان کا؟ اور اس تعلق کو جاننے کی وجہ کیا ہے اور ضرورت کیا ہے ایک اہم سوال ہے کیونکہ آپ سے اگر کوئی شخص پوچھے کہ قبر میں کیا سوال ہوگا تو سب سے پہلا سوال قبر میں کیا ہے؟

"مَن رَبُّكَ؟"۔ "مَنْ إِلٰهُكَ" تو نہیں ہے نا؟! تو توحید کی اصل بنیاد کیا ہونی چاہیے توحید ربوبیت یا اسماء وصفات یا الوہیت؟ الوہیت۔ لفظ تو ربّ کا ہے یہ نہیں پوچھا نا کہ "مَنْ إِلٰهُكَ"؛ شبہ دیکھا ہے؟! تو جب تک ہم نہیں جان پائیں گے کہ ان تینوں اقسام کی آپس میں نسبت کیا ہے تناسب کیا ہے اور اس کو جاننے کی اہمیت کیا ہے آپ جواب نہیں دے پائیں گے۔

یہ وہ لوگ کہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ کلمۂ توحید کا معنی ہے "لا خالق إلّا الله"؛ ربّ ہے نا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ربّ نہیں ہے تو کہتے ہیں کہ قبر میں بھی سوال ہوگا ربوبیت کے بارے میں الوہیت کے بارے میں نہیں ہے۔ واضح ہے؟ تو آیئے دیکھتے ہیں کہ ان تینوں اقسام کا آپس میں تناسب کیا ہے اور کس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے ان اقسام کو ایک ساتھ جوڑا ہے اور ہم سے کیا تقاضہ کیا ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ عبدالمحسن حفظہ اللہ): کہ توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات توحید الوہیت کے لیے لازم ہیں، یعنی جس نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ واحد سچا ربّ ہے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا اقرار بھی کرتا ہے اب اُس پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ایک سچا معبود مان لے (مستلزم، لازم ہے) اگر وہ نہیں اللہ تعالیٰ کو ایک سچا معبود مانتا گویا کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کو ایک سچا ربّ بھی نہیں مانا ہے۔

جو یہ کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو سچا ربّ جانتا ہوں اور مانتا ہوں اور اسماء وصفات کا مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے جو بھی اللہ تعالیٰ کے نام اور صفات ہیں جو ثابت ہیں اُن پر میرا ایمان ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت میں نبی کا بھی حق ہے ولی کا بھی حق ہے فرشتے کا بھی حق ہے، میں دعا اللہ تعالیٰ سے

بھی کروں گااور نبی کو کہوں گا یارسول اللہ مدداور یاعلی مدد بھی کہتا رہوں گا میں تو کیا اُس نے توحید ربوبیت کا حق ادا کیا ہے ؟ کیا اُس سے قیامت کے دن توحید ربوبیت کو صحیح مانا جائے گا یا غلط مانا جائے گا ؟ غلط مانا جائے گا۔

کیوں وجہ کیا ہے ؟ کیونکہ قاعدہ کیا ہے ؟ کہ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کو ایک سچا ربّ مانا ہے اُس پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک سچا معبود بھی مان لے، اگر اللہ تعالیٰ کو ایک سچا معبود نہیں مانا ہے تو ایک سچا ربّ بھی اُس کا قابل قبول نہیں ہے اسے کہتے ہیں لازم اور ملزوم۔

اب "توحید الوہیت" جس نے مان لیا کہ اللہ تعالیٰ واحد سچا معبود ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤں گا عبادت میں اس شخص کے اندر ایمان متضمن ہے وہ یقیناً مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد سچا ربّ ہے اور اُس کے اسماء وصفات بھی ہیں اب ضرورت نہیں ہے اُسے کہنے کی کہ تمہارا ربّ اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ اُسے پتہ ہے کہ میرا ربّ اللہ تعالیٰ ہی ہے اسے کہتے ہیں متضمن یعنی اس توحید عبادت میں شامل ہے توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات۔ توحید ربوبیت مستلزم ہے لازم ہے توحید عبادت کے لیے یعنی آپ کہتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کو سچا ربّ مانتا ہوں اب تم پر لازم ہے کہ سچا معبود مان لو، میں اللہ تعالیٰ کو سچا معبود مان لیتا ہوں اب اس ایمان میں یہ شامل ہو چکا ہے اب ضرورت نہیں ہے الگ سے پیغام دینے کی۔ اس لیے جب اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو بھیجا ہے کہیں پر نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک ربّ مان لو کہیں پر ہے ؟! کیونکہ وہ متضمن ہے یہ مسلمات میں سے ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو ایک سچا معبود مان لیا ہے تو یقیناً آٹو میٹیکلی (Automatically) اُس نے اللہ تعالیٰ کو ایک سچا ربّ بھی مان لیا ہے۔ واضح ہے ؟ تو توحید عبادت متضمن ہے توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات کو۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: کیونکہ جس نے اقرار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سچا معبود ہے "وحده لا شريك له" اور عبادت خاص کر دی ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا ہے تو وہ انکار نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ خالق اور رازق اور زندگی اور موت دینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نام ہیں اور صفات العلیٰ اور صفات الکمال ہیں۔

اور جو یہ اقرار کرتا ہے توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات کا تو اُس پر لازمی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید الوہیت پر بھی اقرار کرے (توحید عبادت پر بھی) اور جو کافر تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مشرکین جو تھے جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے وہ توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے لیکن اس اقرار نے اُن کو دائرۂ اسلام میں داخل نہیں کیا۔ غور سے سنیں ذرا کہ ابو جہل ابو لہب اور مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کو ایک سچا ربّ مانتے تھے کہ نہیں ؟ مانتے تھے قرآن مجید میں کئی آیات میں موجود ہے۔

تو اُن کے اس ایمان نے کہ اللہ تعالیٰ واحد سچا ربّ ہے اُن کو اسلام میں داخل کیا ؟ نہیں کیا اس لیے تو جہاد کیا نا اسلام کے لیے ورنہ جہاد پھر کیوں کیا ہے ؟! تلوار کیوں اٹھائی ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ؟! تو اُن کے اس اقرار اور ایمان نے اُن کو اسلام میں داخل نہیں کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے خلاف قتال کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ایک اللہ کی عبادت کریں اس لیے قرآن مجید میں توحید ربوبیت کا اقرار جو کافروں نے کیا ہے کئی جگہوں پر آیا ہے اور لازم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے توحید الوہیت کو اس توحید ربوبیت کے ساتھ اور اس کی مثال کے طور پر یہاں دیکھیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ ﴾(النمل:60-64)

کمال ہے واللہ!

شیخ صاحب فرماتے ہیں: ان تمام آیات میں ہر آیت میں دیکھیں تقریر ربوبیت ہے تاکہ لازم کردے توحید الوہیت کو۔ ان پانچ آیتوں میں دیکھیں: ﴿ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ﴾: بار بار ایک ہی جملہ آیا ہے۔ توحید ربوبیت کا ذکر پہلے ہے اور پھر آخر میں یہ جملہ ہے: ﴿ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ﴾: معنی یہ ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ جو متفرد ہے ان اعمال سے جو اللہ تعالیٰ کے اپنے اعمال ہیں (خلق ہے رزق ہے تدبیر ہے جتنا بھی ذکر ہے ان آیات میں، یہ سورۃ النمل کی آیات ہیں واجب یہ ہے کہ ان کا ترجمہ جا کر پڑھ لیں)۔ اب دیکھیں توحید ربوبیت ہے عمومی طور پر آیت کے شروع میں ابتداء میں آیت کے اختتام میں ایک جملہ ہے جو بار بار ریپیٹ (Repeat) ہو رہا ہے ان پانچ آیتوں میں: ﴿ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ﴾: کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی سچا معبود ہے؟

یہ استفہام کون سا ہے؟ انکاری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی سچا معبود نہیں ہے؛ یعنی جب تم نے اللہ تعالیٰ کو واحد سچا خالق مالک تدبیر کرنے والا مان لیا ہے اب یقیناً یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی بھی سچا معبود نہیں ہے عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے کسی کے لیے بھی اللہ کے سوا صرف نہیں کی جا سکتی۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ کے خاص افعال ہیں اور واجب ہے کہ ان خاص افعال میں اللہ تعالیٰ کو ایک مانا جائے کیونکہ خصوصی طور پر جس کے لیے خلق اور ایجاد اور پیدا کرنا وغیرہ جو اللہ تعالیٰ کے افعال ہیں ثابت کر دیئے جائیں تو یہ بھی لازمی ہے کہ اسی ذات کو سچا معبود بھی مان لیا جائے، یہ کیسے معقول ہو سکتا ہے یہ بات کیسے عقل میں جا سکتی ہے کہ تمام مخلوقات جو عدم تھیں اللہ تعالیٰ وجود میں تمام مخلوقات کو لے کر آیا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ان مخلوقات کے لیے بھی کوئی نہ کوئی کوئی عبادت صرف کی جا سکے؟! یعنی معقول نہیں ہے یہ بات!

مخلوق ہے اپنے وجود کی اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے اگر اللہ تعالیٰ ان کو پیدا نہ کرتا تو وجود میں یہ چیزیں نہ ہوتیں، یہ چاند ہے سورج ہے درندے پرندے ہے، جن ہے انس ہے اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہیں اولیاء ہیں سب مخلوقات ہیں اللہ تعالیٰ کی خلق ہیں تو کیسے ممکن ہے کہ جو اپنی خلق کے اعتبار سے اپنے ربّ کی محتاج ہیں جس ربّ نے ان کو پیدا کیا ہے اور وہ سچا معبود ہے تو یہ عبادت مخلوق کے لیے کیسے صرف کی جا سکتی ہے؟! عقل تو نہیں مانتی نا اس بات کو یقیناً!

اوراس لیے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) عبادت کو قبول کرنے کے لیے دو شرطیں لازمی ہیں:

1-ایک ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص۔

2-اور دوسری ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع۔

یہاں تک کافی ہے آگے یہیں سے درس شروع کریں گے، میں سمجھتا تھا کہ پورا کرلوں گا میں لیکن نہیں کر سکا اگلے درس میں ان شاءاللہ بیان کریں گے، دو شرطیں عبادت کی نوٹ کرلیں آپ اور یہیں سے ان شاءاللہ شروع کریں گے (واللہ اعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ ،

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 012-قطف الجنی الدانی سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio